السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قربانی کا صرف ایک ہی دن ، یعنی ۱۰ تاریخ ہے باقی ایام میں قربانی کرنا بدعت ہے ، کیونکہ نبی ﷺ سے فعلاً ثابت نہیں ، کیا یہ صحیح ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح ہو کہ ہر چند پہلے روز قربانی ذبح کرنا افضل ہے ، مگر اس فضیلت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ۱۳ ، ۱۲ ، ۱۱ ذوالحجہ کو قربانی کرنے کو بدعت کہا جائے ۔ کیونکہ قرآن وحدیث اور آثار میں اس کا جواز موجود ہے ، بلکہ بعض معقول وجوہ کی بنا پر ۱۳ ، ۱۲ ، ۱۱ ذوالحجہ کو قربانی ذبح کرنا بھی افضل ہے ۔

چنانچہ مفتی اعظم حضرت مولانا حافظ عبداللہ روپڑی مرحوم ومغفور کے فتاویٰ میں ہے : قربانی پہلے دن افضل ہے ۔ باقی دنوں میں جائز ہے ، اگر جواز کے ساتھ کوئی اور چیز مل جائے تو باقی دنوں میں افضل ہو سکتی ہے ۔ مثلاً یہ نیت ہو کہ گوشت غریبوں میں تقسیم کیا جائے تاکہ ان کا کئی دن گزر اوقات ہو جائے ۔ یا ۱۳ تاریخ کو قربانی اس نیت سے کرے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ۱۳ تاریخ کو بھی قربانی صحیح ہے تو ہو سکتا ہے کہ دوسرے دنوں میں بھی وہی فضیلت ہو جو پہلے دن میں ہے ۔ چنانچہ مروی ہے :

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ، وَقَالَ : « كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ ۔ رواہ احمد وھو للدارقطنی من حدیث سلیمان بن موسیٰ عن عمرو بن دینار وعن نافع بن جبیر عن النبی ﷺ نحوہ ۔

(یعنی سلیمان بن موسیٰ نے جبیر بن مطعم سے روایت کی ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ، آپ نے فرمایا کہ تمام ایام تشریق واا و ۱۳ ، ۱۲ ، قربانی کے دن ہیں ۔ (نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۶۵

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ایام تشریق قربانی کے دن ہیں اور ایام تشریق عید کے دن کے علاوہ ۱۳ ، ۱۲ ، ۱۱ تین دن ہیں تو گویا قربانی ۱۳ تاریخ تک جائز ہے ۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ اس کے متعلق کہتے ہیں : لا یثبت وصلہ یعنی اس حدیث کا موصول ہونا ثابت نہیں ۔ مگر امام شوکانی رحمہ اللہ اس کے جواب میں لکھتے ہیں : یجاب عنہ بان ابن حبان وصلہ وذکرہ فی صحیحہ کم سلف (نیل الاوطار) یعنی اس کا جواب یہ ہے کہ ابن حبان نے اس حدیث کو موصول ذکر کیا ہے اور اپنی صحیح میں اس کو لائے ہیں ۔ اس کے علاوہ امام ابن القیم رحمہ اللہ علیہ نے زاد المعاد جلد ا میں تیرہویں تاریخ کو قربانی کے جواز کی ایک وجہ یہ لکھی ہے کہ حدیث ادخار (جس میں تین دن سے زیادہ گوشت کا ذخیرہ کرنا منع تھا ۔) سے تیرہویں تاریخ کو ذخیرہ کرنا ثابت ہوگیا ۔ یعنی جب تین دن سے زائد دنوں کے لئے گوشت کا ذخیرہ کرنا جائز ہوگیا ہے اور یہ حدیث منسوخ ہو گئی ہے تو اب تیرہویں تاریخ کو قربانی کرنا بھی ناجائز نہ رہی ، امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کی اصل عبارت یہ ہے :

(فلو اخر الذبح الی الیوم الثالث لجاز لہ الادخار وقت النھی بینہ وبین ثلاثة ایام ۔ (زاد المعاد ج ۲ ۲۱۸

نیز خود حافظ ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

وَرُوِيَ مِنْ وَجْهَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ يَشُدُّ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُ قَالَ : « كُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ، وَكُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ » وَرُوِيَ مِنْ حَدِيثِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَفِيهِ انْقِطَاعٌ وَمِنْ حَدِيثِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ : أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عِنْدَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ ۔ (زاد المعاد : ص ۲۴۷ ج ۱ ، طبع جدید ج ۲ ص ۲۱۹

کہ یہ حدیث دو مختلف سندوں سے مروی ہے جو ایک دوسری کو تقویت دیتی ہیں ، اگرچہ جبیر بن مطعم والی حدیث منقطع ہے تاہم اسامہ بن زید والی روایت موصول ہے ۔ ااور اسامہ اہل مدینہ کے نزدیک قابل اعتماد اور مامون ہے ۔ (الشیخ شعیب الارنوما کے مطابق جابر کی حدیث میں ایسی کوئی چیز نہیں جو جبیر بن مطعم کی حدیث کو تقویت دیتی ہو ، ہاں ، ولہ شاھد عند ابن عدی من حدیث ابی سعید الخدری التعلیق علی زاد المعاد ج ۲ ص ۲۱۹ ۔ عفیف عفی عنہ وعن والدیہ آمین ۔)

(قال علی بن ابی طالب ایام النحر یوم الاضحی وثلاثہ ایام بعدھا ۔ (زاد المعاد : ص ۲۴۶ ج ۱

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ۱۳ ذوالحجہ تک قربانی کرنے کے دن ہیں ۔

مذہب سلف :

(وَهُوَ مَذْهَبُ إِمَامِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ الْحَسَنِ وَإِمَامِ أَهْلِ مَكَّةَ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَإِمَامِ أَهْلِ الشَّامِ الْأَوْزَاعِيِّ وَإِمَامِ فُقَهَاءِ أَهْلِ حَدِيثِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُمُ اللهُ وَاخْتَارَهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ ۔ (زاد المعاد : طبع جدید ج ۱ ص ۲۴۶

جیسی تخصیت نے پسند فرمایا ہے۔ نووی شرح مسلم میں کا یہی مذہب ہے اوراس مذہب کو امام ابن منذر اور مکحول فقہاء اہل حدیث امام شافعی شام کے امام اوزاعی مکہ کے امام عطاء شہر بصرہ کے امام حسن بصری ہے کہ:

فَقَالَ الشَّافِعِيّ : تَجُوز فِي يَوْم النَّحْر وَأَيَّام التَّشْرِيق الثَّلَاثَة بَعْده ، وَمِمَّنْ قَالَ بِهَذَا عَلِيّ بْن أَبِي طَالِب وَجُبَيْر بْن مُطْعِم وَابْن عَبَّاس وَعَطَاء وَالْحَسَن الْبَصْرِيّ وَعُمَر بْن عَبْد الْعَزِيز وَسُلَيْمَان بْن مُوسَى الْأَسَدِيّ فَقِيه أَهْل الشَّام ، وَمَكْحُول وَدَاوُد الظَّاهِرِيّ وَغَيْرهمْ.

کہتے ہیں کہ عید کے دن اور عید سے تین دن بعد ایام تشریق (11، 12، 13) میں بھی قربانی ذبح کرنی جائز ہے اور حضرت علی بن ابی طالب، جبیر بن مطعم عبد بن عباس (صحابہ میں سے) حضرت امام حضرت امام شافعی تابعین میں سے) اور شام کے فقیہ سلیمان بن موسی امام مکحول اور امام داؤد ظاہری اور سعید بن جبیر کا یہی قول ہے۔) عطاء، حسن بصری اور عمر بن عبد العزیز

آٹھویں صدی کے مجدد حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاختیارات میں لکھا ہے کہ آخر وقت:

(ذبح الاضحیۃ آخرایام التشریق وہو مذہب الشافع واحدٌ قولی احدٌ (بحوالہ الاعتصام: 28 فروري 1969ء

اور یہ بھی یادرہے کہ ایام معلومات سے مرادایام معددات ہیں اور ایام معدات یہ ہیں:

الأیام معدوداتٌ ثلاثۃایام بعد یوم النّحر وہٰذااسنادٌ صحیح

اور ایام معلومات میں قربانی ازروئے قرآن جائز ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۲۸ ... الحج

اس آیت میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ بہر حال اگرچہ 10 ذوالحجہ کو قربانی افضل ہے تاہم رہا یہ سوال کہ رسول اللہ ﷺ نے 11، 12، 13 ذو لحجہ کو قربانی ذبح کی تھی یا نہیں۔ تو یہ سوال بے معنی ہے کیونکہ یہ اصول کا قاعدہ ہے کہ قول مل جائے تو فعل تلاش کرنے کی سرے سے ضرورت باقی نہیں رہتی اور آپ کا قول جبیر بن مطعم اور اسامہ بن زید کی حدیثوں میں ذکر ہوچکا ہے۔ اور خلفائے راشدین میں سے خلیفہ چہارم حضرت علی کا قول بھی زاد المعاد کے حوالہ سے لکھا جاچکا ہے۔ اس بحث سے معلوم ہواکہ اگر کوئی شخص کسی مجبوری یا دینی مصلحت کے پیش نظر دس ذوالحجہ کی بجائے 11، 12، 13 کو قربانی ذبح کرے گا تو اس کے افضل ہونے کی بھی امید ہے۔ اگر کوئی شخص رخصت پر عمل کرتے ہوئے بطور جواز کے دس کی بجائے گیارہ بارہ اوتیرہ کو بلا عذر قربانی ذبح کرے گا تو بھی اس کی قربانی جائز ہوگی۔ اس کو بدعت کہنا جہالت اور بے سمجھی ہے۔ 11، 12، 13 کے دنوں میں قربانی بلاشبہ صحیح ہے

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص597

محدث فتویٰ